پر ایک چھوٹا سا رسالہ "جواہر المواعظ" کے نام سے اردو زبان میں لکھا، سبب تالیف کے سلسلے میں وہ خود لکھتے ہیں[۵۱]:

"الحمدللہ! کہ اس نے ہم کو مسلمان بنایا اور درود اس کے رسولِ مقبول پر کہ جس کی اطاعت کا حکم فرمایا، سبحان اللہ! کیا بڑی عنایت ہے کہ ہم کو اس رسول مقبول کی امت میں کیا۔ بڑے بڑے شخصوں کو آرزو رہی کہ ہم نبی آخرالزماں کی امت میں ہوتے۔ یہ چند ورق رسالہ ہے عاصی محمد جلال الدین سے اور اس کے دو نام ہیں ایک جواہر المواعظ ۱۲۶۳ھ اور دوسرا مخزن السعادت ۱۲۶۳ھ کہ بنام خواہرزادہ کوچک محمد سعادت اللہ مسمّٰی ہوا، دونوں ناموں سے سال تاریخ اتمام پیدا ہوا ہے، سب مسلمانوں کو علی الخصوص برادر عزیز از جان من محمد جمال الدین حسن اور برخوردار قرۃ العینین محمد نور الدین حسین اور برادر زادہ اہلیت زیادہ احمد حسن اور خواہرزادگان صلاحیت آگاہ محمد افضل حسن اور محمد سعادت اللہ مذکور کو چاہیے کہ اس کو ہمیشہ پڑھتے پڑھاتے رہیں اور عورتوں کو سناتے سمجھاتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ جمیع مسلمانوں اور عزیزان مذکور کو توفیق خیر کی عطا فرمائے اور جان و مال اور عزت و ایمان سب کے اپنے کرم سے محفوظ رکھے اور اس کے پڑھنے والوں سے امید ہے کہ مجھ کو دعائے خیر میں یاد دلاویں اور جس جگہ خطا اور نقصان دیکھیں تعلیم اصلاح صحیح کردیں جو کوئی دل سے اس کو پڑھے گا اور سناوے گا اور سمجھاوے گا اور جب تک اعتقاد سے اس پر عمل کرے گا ان شاء اللہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔"

اس کتاب میں مندرجہ ذیل عنوانات[۵۲] ہیں جس سے کتاب کے مندرجات اور مصنف کے افکار

۵۱۔ مولوی جلال الدین باقر، جواہر المواعظ، صفحہ ۳-۴، طبع اول نظامی پریس بدایوں ۱۹۲۰ء

۵۲۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ عنوان ناشر نے قائم کیے ہیں۔

کا اندازہ ہوتا ہے :-

"ایمان و توحید، صبر و شکر، تفاخر و تعلی، دعا اور اس کی اجابت، خلافِ شرع امور و رسوم، بچے کی پیدایش، عقیقہ، ختنہ، نکاح، صفائی، اپنے ہاتھ سے کام کرنا تین چیزوں میں کفایت شعاری، خانہ داری کے کام اور مختلف پیشے، بچوں کی تربیت، آمدنی اور خرچ، خدا کا شکر، قرض کی عادت، تین کاموں میں عُجلت، مہمان نوازی، عزیزوں اور مسافروں سے سلوک، غیظ و غضب، باہمی شکوہ و شکایت، بات کا بتنگڑ، معاملہ کی صفائی، اپنے بڑوں اور چھوٹوں سے برتاؤ، انسانی ہمدردی اور تیمارداری وغیرہ، منگنیٔ کی اشیاء، گفتگو کرنے کا طور، راستہ چلنے کا طریقہ، کھانا کھانے کے آداب، زن و شو میں ہم بستری کے متعلق نصیحت، روزانہ زندگی کا دستور العمل، تدبیر و تقدیر کا مسئلہ، انسان دو بلاؤں میں، جھوٹ سچ کا مقابلہ، شادی بیاہ کے سامان کی تفصیل، پردہ و حجاب، اسلام کا آخری دور اور مسلمانوں کو نصیحت، عقیقہ کی دعا۔

اس کتاب کے آخر میں ضروریاتِ وضو اور ضروریاتِ نماز سے متعلق دو نقشے بھی شامل ہیں۔

نمونہ ملاحظہ ہو!

خلافِ شرع امور و رسوم کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں[5] :

"ہر کام میں خیال شرع کا رکھو، خلافِ شرع کوئی کام نہ کرو، جو خلافِ شرع کروگے تو حضرت پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤگے! ذرا غور کرو، کیا کیا کام خلافِ شرع رائج ہیں اور ان بُرے کاموں سے کچھ فائدہ نہیں، ایامِ شادی میں کیا کیا بدعتیں اور گناہ کرتے ہو، ناچ اور راگ رنگ، رسومات خلافِ شرع، اکثر عورتوں کا گلی کوچہ میں ایک گھر

---

[5] جلال الدین باثر صفحہ ۶-۸

جناب بشیر احمد جالندھری

(مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا

اتفاق ضروری نہیں۔)

# اسلامی معیشت کا تکمیلی پہلو

انقلاب زمانہ نے مسلمانوں کو جن مسائل سے دوچار کیا ہے ان میں سے ایک معاشی مسئلہ بھی ہے۔ مسلمانوں میں عموماً دو طبقے ہیں، ایک دولت مند دوسرا غریب۔ اس کے بین بین جو طبقہ ہے وہ قلیل ہے۔ اگر اس درمیانی طبقہ کی معاشی و معاشرتی حالت کا تجزیہ کیا جائے اور ان کی ان ضروریاتِ زندگی کی فہرست تیار کی جائے جو [illegible] وسائل میسر نہیں آسکتیں تو معلوم ہوگا کہ یہ طبقہ بھی بدحال ہے اور اپنی موجودہ حالت سے مطمئن نہیں۔ دولت مند طبقہ ہر اس آواز کو جو نچلے طبقہ کے افراد اپنی معاشی بدحالی سے تنگ آکر بصورت احتجاج بلند کرتے ہیں، طاقت سے دبانا چاہتا ہے، یا اسلام کی غلط تعلیم پیش کرکے ان کو خاموش کر دیتا ہے مگر زمانے کا رخ بتا رہا ہے اور جو تحریکیں مغرب سے اٹھ رہی ہیں وہ بتا رہی ہیں کہ یہ طفل تسلیاں چند روزہ ہیں۔ اب وقت ہے کہ قبل اس کے کہ مسلمان کسی ایسی تحریک کا شکار ہوں جو ان کو صحیح اسلامی موقف سے دور لے جا کر لادینی کے گڑھے میں گرا دے۔ ان کو اسلامی اور قرآنی تعلیمات سے واقف کر دیا جائے، تاکہ وہ اپنی معاشی بدحالی کا علاج غیر کی بیاض سے تلاش کرنے کی بجائے اپنے دار الشفاء سے حاصل کریں۔ میں نے وہ نسخہ شفاء ان صفحات میں پیش کرنے کی جرأت کی ہے

قرآن مجید کی اس نعمت عامہ کو جو امیر، غریب سب کے لیے صلائے عام کا پیغام ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیضانِ رحمت کو جو اس کی ربوبیت کے صدقے میں ہر ایک کا مشترک حق ہے، ہر فرد کی دست رس میں رکھ دیا ہے۔

ایک فائدہ ضرور ہوگا۔ اس آیت کا مطلب اگر ذہن نشین ہو جائے تو مسلمانوں کے فکر و نظر کے لیے ایک دروازہ کھل جائے گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ ان کی معاشی بدحالی کا صحیح حل تلاش کرنے میں افکار و اذہان لگ جائیں گے، جو کامیابی کی پہلی کلید ہے۔ ہمارے انگریزی اور اُردو دان مضمون نگار جب اسلامی معاشیات و اقتصادیات پر قلم اٹھاتے ہیں تو وہ قرآن کے مروجہ تراجم سے مدد لیتے ہیں اور قرآن کی حکمتِ بالغہ کے نکتے ان پر نہیں کھلتے۔

ہمارے علماء کا یہ حال ہے کہ وہ متقدمین کی باتیں اور روایتیں نقل کر دیتے ہیں خود اپنے دماغوں سے کام نہیں لیتے بلکہ پرانی تفاسیر سے سرِمو تجاوز کفر سمجھتے ہیں۔ اب اسلامی معاشیات و اقتصادیات کا مبحث "زکوٰۃ" اور "زمینی آبی اور دفینی" فقہی مسائل کو نئے رنگ میں لکھ دینا ہے جو باسی کڑھی میں اُبال کی مصداق ہے۔ قرآن حکیم کے الٰہی سوتے ان کے نزدیک خشک ہو چکے ہیں۔

## مُساواتِ اسلامی

اسلام کا بنیادی عقیدہ عقیدۂ توحید ہے جو انسان کے لیے ہر قسم کے فضائل و کمالات، مجد و شرف کا سرچشمہ ہے۔ اسی عقیدے کی بدولت انسانی دل و دماغ میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس پر اعتماد و توکل راسخ ہوتے ہیں اور خوف و طمع کی آلائش سے پاک ہو کر انسان میں انصاف پسندی، بلند نظری، خودداری، خود اعتمادی، ایثار و جواں مردی ایسے اوصاف حمیدہ اور اخلاق فاضلہ پیدا ہوتے ہیں۔ اسی عقیدے کی برکت سے نسلِ انسانی کی وحدت و اخوت کا رجحان ہوتا ہے اور مخلوقِ خدا سے محبت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے جس سے انسانی جماعتوں میں اجتماعی ترقی کی صلاحیت کا ظہور ہوتا ہے اور عالمگیر اتحاد و ائتلاف کی بنیاد مستحکم ہو کر دنیا میں امن و سلامتی، خوش حالی اور عدل و انصاف کا دَور دورہ ہوتا ہے۔

انسان کی عالمگیر اجتماعی اصلاح کا جو اصول قرآن حکیم نے پیش کیا ہے، وہ یہ ہے کہ تمام

الولی حیدرآباد

انسان بھائی بھائی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو نفسِ واحدہ سے پیدا کیا ہے۔ اور یہ تعلیم دی ہے کہ پیدائش کے اعتبار سے سب انسان بلاتمیز رنگ و نسل، ملک و ملت برابر ہیں

چنانچہ فرمایا:

| | |
|---|---|
| یَآاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ | اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت |
| مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ | سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان |
| شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ | بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو۔ اللہ کے نزدیک |
| اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ | تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ |
| (۴۹ : ۱۳) | پرہیزگار ہو |
| وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ مِّنْ | اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تم سب کو (اصل |
| نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ (۶ : ۹۸) | میں) ایک شخص سے پیدا کیا۔ |

نظامِ کائنات، قانونِ قدرت اور صحیفۂ فطرت سب اسی بات کی گواہی دیتے ہیں کہ نسلِ انسانی کی وحدت اور اخوت و مساوات میں کوئی کلام نہیں۔ خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی زمین و آسمان، سورج، چاند ستارے، ہوا، پانی وغیرہ جملہ اشیاء سے ہر ایک انسان کو برابر و یکساں فائدہ پہنچتا ہے۔ اسلام نے بھی مخلوقِ خدا کو ایک برادری قرار دے کر زندگی کے تمام گوشوں میں اخوت و مساوات کا اصول قائم کیا ہے اور تمام انسانوں کو برابر کے حقوق عطا کیے ہیں۔ چنانچہ اسلام کا صدرِ اول تاریخِ عالم میں ایک ایسا مبارک عہد گزرا ہے جس میں دنیا عدل و انصاف، اخوت و مساوات سے بھر گئی تھی۔

## مدارجِ معاش

معاشرتی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ معاشی مسئلہ ہے۔ ہر انسان کو زندگی کی جنگ میں قدم رکھتے ہی جس مشکل مسئلہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے، وہ فکرِ معاش ہے۔ قرآن حکیم کی تعلیم اس مسئلہ میں کیا ہے؟ کیا وہی اصولِ مساوات جو اسلامی تعلیم کے مطابق انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں کارفرما ہے، یہاں بھی قائم ہوتا ہے؟

قرآن حکیم کی تعلیم اس بارے میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے، اس کی صفت

رزاقیت و ربوبیت مخلوقات کے ہر فردے کی خبر گیری کرتی ہے، اس کو رزق پہنچاتی اور اس کی پرورش کا سامان کرتی ہے۔

| | |
|---|---|
| وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ (۱۱ : ۸) | اور کوئی (رزق کھانے والا) جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کا روزی اللہ کے ذمے نہ ہو۔ |

مگر اس دنیا کا نظام اللہ تعالیٰ نے تقسیم کار کے لیے اس طرح چلانا پسند فرمایا ہے کہ ہر انسان دوسرے انسان سے وابستہ اور باہم دگر معین و مددگار ہو اور ایک کا دوسرے سے کام نکلے، تاکہ اجتماعی و معاشرتی زندگی کا ظہور ہو۔ اس نے دولت و ثروت کے اعتبار سے بنی نوع انسان کے اختلاف کو مقتضیاتِ فطرت سے قرار دیا ہے اور کاروبارِ عالم کے چلانے کے لیے اس تفریق مدارج کو برقرار رکھنا ضروری سمجھا ہے۔ چنانچہ بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ہے، جس سے انسانی سوسائٹی میں فرق مراتب و مدارج پیدا ہو گئے ہیں:-

| | |
|---|---|
| وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ۔ (۱۶ : ۷۱) | اور اللہ نے تم میں بعضوں کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ہے۔ |
| نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا (۴۳ : ۳۲) | دنیا وی زندگی میں تو ان کو روزی ہم ہی نے تقسیم کر رکھی ہے اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (اور عالم کا انتظام قائم رہے) |

یعنی حصولِ معاش کے لحاظ سے سب انسان یکساں نہیں ہیں، بعض اوپر ہیں بعض نیچے "مدارجِ معیشت کی یہ بلندی و پستی اس لیے ہوئی کہ انسان کے عمل و تصرف کے لیے آزمائش کی حالت پیدا ہو جائے اور ہر فرد اور گروہ کو موقع دیا جائے کہ اپنی سعی و کاوش سے جو درجہ حاصل کر سکتا ہے حاصل کر لے۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ اختلاف قدرتی ہے اور ضروری تھا کہ ظہور میں آئے۔ اگر یہاں سب کی حالت یکساں ہو جاتی تو تزاحم و تنافس کی حالت پیدا نہ ہوتی۔ اور اگر یہ حالت پیدا نہ ہوتی تو انسان